تھے اس لئے ان کے لیے نئی نئی چراگاہیں دریافت کرنا اور انہیں اپنے زیر تسلط لانا انتہائی ضروری تھا۔ چنانچہ قازق قبائل اپنے علاقوں میں مسلسل توسیع کرتے رہے۔ توسیع کا یہ عمل سترہویں صدی کے اختتام تک جاری رہا جب قازق موجودہ قازقستان کے تقریباً تمام علاقوں پر قابض ہو چکے تھے[۴۸]۔

قازق خانیت میں انقسام: دوسرا مرحلہ

قازقوں کے ذیلی لشکروں (لشکر بزرگ، لشکر میانہ اور لشکر کوچک) یا ٹکڑیوں (horde or zhuz) میں تقسیم کے عمل کے متعین وقت کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ تاہم مختلف مآخذ کے مطالعے سے اس نتیجے پر پہنچا جاسکتا ہے کہ سولہویں صدی کے وسط تک قازق خانیت کے علاقوں میں اتنی توسیع ہوچکی تھی کہ مرکزی حکومت کے لیے دوردراز سرحدات کی حفاظت مشکل ہو گئی تھی۔ چنانچہ قازق خانیت میں واقع قدرتی طور پر (گرمائی اور سرمائی چراگاہوں پر مشتمل) تین متعین خطوں میں مقیم قبائل کو اپنی اپنی سرحدات کے تحفظ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ ان ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ بعض اختیارات بھی تفویض ہوئے جن کی رو سے ان قبائل کو یک گونہ خود مختاری بھی مل گئی چنانچہ ان کے قبائلی سردار اور خاندانی سربراہان مقامی انتظامی معاملات چلانے کے لیے اپنے سلاطین یا ماتحت خان بھی منتخب کر سکتے تھے۔ بنیادی طور پر قازقوں کی یہ تقسیم نسلی یا قبائلی بنیادوں پر نہیں تھی۔ بلکہ اس کی پشت پر علاقائی سیاسی اور فوجی تشکیلات (configurations) کارفرما تھیں۔ اس حقیقت کی تائید مارتھا برل اولکاٹ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ، "بہر حال ایک خان کو مرکزی اختیارات حاصل ہوتے تھے اور وہ تمام قازق قوم کا فوجی سپہ سالار بھی ہوتا تھا"[۴۹]۔ دوسری اور اہم شہادت یہ ہے کہ خان تو کے خان (دور اقتدار: ۱۶۸۰ء - ۱۷۱۸ء) تک لشکر بزرگ، لشکر میانہ اور لشکر کوچک کے مستقل خانوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ اگرچہ ان لشکروں کی تشکیل سولہویں صدی کے وسط میں ہو چکی تھی۔ خان تو کے کے دور اقتدار میں قازق علاقوں پر کلموک (یا کلمیک) جنگاریوں کے حملوں میں زبردست شدت پیدا ہوئی۔ کلموکوں نے نہ صرف جنوبی قازقستان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ خان تو کے کے دارالحکومت ترکستان کا محاصرہ بھی کر لیا تھا۔ اس صورتحال میں "تمام قازق خانوادوں اور قبیلوں کے نمائندوں پر مشتمل فوجی دستے صحرائے قراقورم (قراقرم) میں جمع ہوئے اور ۱۷۱۶ء تک کلموکوں (جنگاریوں) کی مزید پیش قدمی روکنے میں کامیاب رہے"[۵۰]۔ منطقی بات ہے کہ اگر خان تو کے کے عہد اقتدار میں دیگر لشکروں کے مستقل خان ہوتے تو دشمن کے خلاف مشترکہ دفاع کے

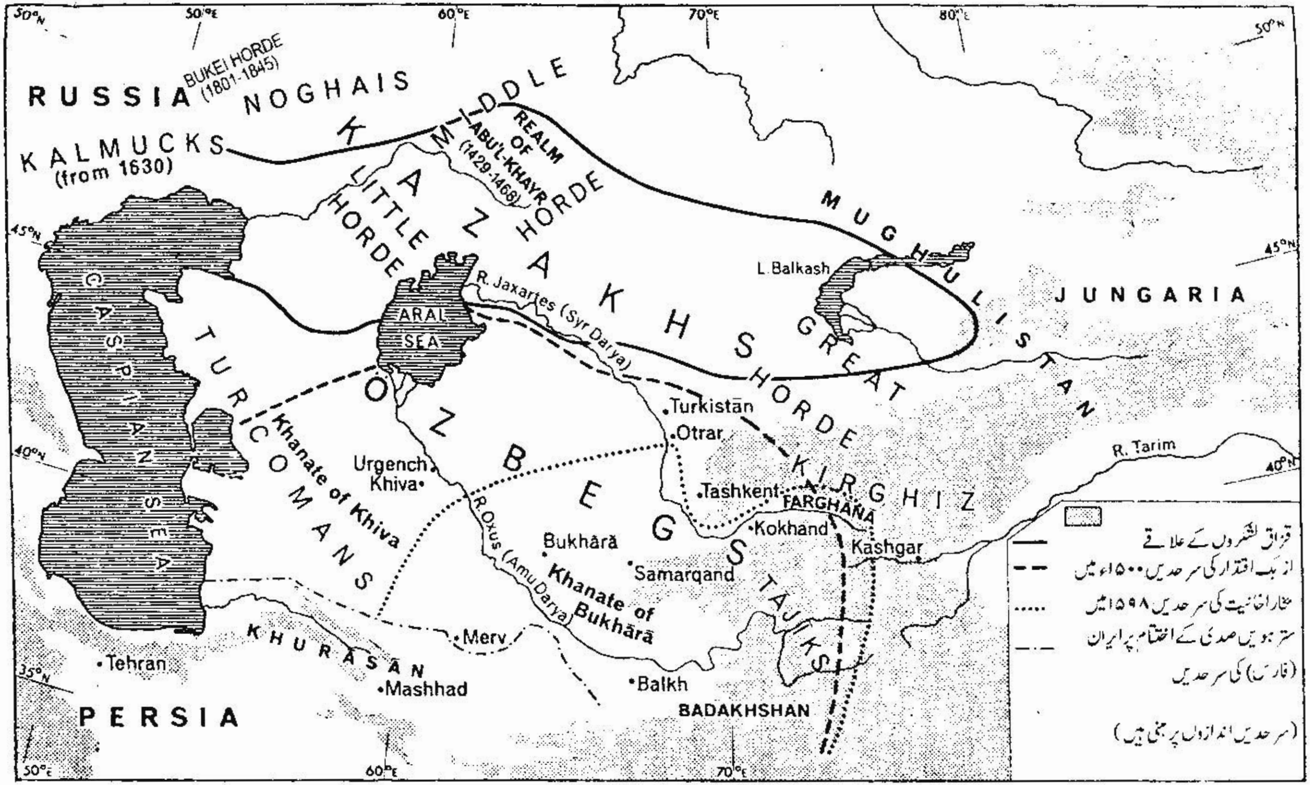

قازقستان اور وسطی ایشیا: سولہویں سے اٹھارویں صدی تک

سلسلے میں منعقد ہونے والے اجتماع میں ''تمام قازق خانوادوں اور قبیلوں کے نمائندوں'' کے بجائے ان خانوں کا ذکر ہوتا۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ترکستان شہر جانی بیگ اور کیرائی کی تشکیل کردہ متحدہ اور مرکزی قازق خانیت کا دارالحکومت تھا، منقسم لشکروں کے خان یا سلاطین اقامتی رہائش گاہوں میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اپنے لشکروں کے ساتھ ہمیشہ حالت سفر میں رہتے تھے اور موسمی حالات کے پیش نظر ان کی رہائش (اپنے مخصوص علاقوں کے اندر) بدلتی رہتی تھی۔ ڈبلیو بارتھولڈ نے اگرچہ قازق لشکروں کی تشکیل کو ۱۷ ویں صدی کے اواخر کا واقعہ قرار دیا ہے تاہم وہ خان توکے (۱۶۸۰ء - ۱۷۱۸ء) کے بارے میں لکھتا ہے کہ ''خان توکے جو کہ قازقوں کو قانونی نظام دینے کے لیے مشہور ہیں، تینوں لشکروں پر بیک وقت حکمرانی کرتے تھے اور تینوں لشکروں میں ان کے نمائندے موجود تھے''[۵۱]۔ ابتداء میں قازقوں کے تین مستقل لشکروں میں تقسیم سے متعلق یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ تقسیم امن وامان کے قیام اور انتظامی امور کو بہتر طور پر چلانے کی غرض سے وجود میں آئی۔ خان قاسم خان (دور اقتدار: ۱۵۰۹ء - ۱۵۱۸ء بمطابق جی - آر - جی - ایچ، اور ۱۵۱۱ء - ۱۵۲۳ء بمطابق اولکاٹ) کے بعد اس کے خاندان کے تین حکمرانوں (ممش خان: بیٹا، طاہر خان: بھتیجایا بیٹا اور بویداشے خان: بیٹا؟) کے ادوار حکمرانی میں قازقوں کے زیر کنٹرول تمام علاقوں پر ایک مرکزی خان کی گرفت ناممکن نظر آنے لگی تھی چنانچہ قازقوں نے امن وامان اور نظم وضبط کے از سر نو قیام کی غرض سے تین مستقل لشکروں کی بنیاد رکھی''[۵۲]۔

یہاں ایک اور بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ روسی اور مغربی تاریخ نگاروں نے اگرچہ قازقوں کی اس تقسیم کو لشکروں (hordes) کا نام دیا ہے (اور ان کے تتبع میں اس مقالے میں بھی انہیں لشکروں کے نام سے ہی یاد کیا جارہا ہے) تاہم یہ تقسیم چونکہ نسلی بنیادوں پر نہیں تھی اس لئے خود قازق اس تقسیم کو (zhuz، بمعنی صد یعنی سو) کے نام سے پکارتے تھے۔ ایک خاص ژوز کے لیے ضروری نہیں تھا کہ اس میں شامل تمام قبائل اور خانوادے ایک مشترک مورث اعلی کی اولاد ہوں۔ دوسری طرف لفظ لشکر کا استعمال منگول روایات کے مطابق ایک ہی مورث اعلی کے ذیلی خانوادوں اور قبائل پر مشتمل اتحاد کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ''قازق ژوز در حقیقت قبائل کے ایسے اتحادوں سے عبارت تھے جو مشترک شجرہ نسب کے حامل نہیں تھے۔ اور ترک قبائل کے عارضی فوجی اتحادوں کا تسلسل تھے''[۵۳]۔ چنانچہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ ژوز (یا لشکر) بنیادی طور پر فوجی مقاصد کے لیے تشکیل دیے گئے تھے تاکہ وسیع وعریض قازق علاقوں کے تحفظ اور دفاع کو یقینی بنایا جاسکے''[۵۴]۔

قازقوں کی اس تقسیم کے باوجود وہ ہمیشہ سے اپنے آپ کو ایک ہی قوم سمجھتے اور کہلاتے رہے ہیں۔ زبان اور تہذیب کی یگانگت کے علاوہ ان کی معیشت میں بھی یکسانیت پائی جاتی تھی۔ بیرونی حملہ آوروں کے خلاف اتحاد ہمیشہ سے قازقوں کا وطیرہ رہا ہے۔ خان توکے کی موت کے بعد بھی تینوں لشکروں کی طرف سے ایک متحدہ خان کی بالادستی تسلیم کرنے کی کوششیں جاری رہیں کیونکہ اس دوران ایک طرف قازقوں کو جنگار کلموکوں کی یلغار کا سامنا تھا اور دوسری طرف روسی ان کی کمزوری کو بھانپتے ہوئے انہیں اپنے زیر نگیں کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ ڈبلیو بار تھولڈ کے بقول ''اس خان توکے کے بعد لشکر کوچک [۵۵] کے خان کی بالادستی کو تمام قازق (لشکروں) نے تسلیم کیا اور اس موقعہ پر جو سمجھوتا طے پایا اس پر ایک گھوڑے کی قربانی سے مہر تصدیق ثبت کی گئی''[۵۶]۔

بہرحال یہ سمجھوتہ عملی طور پر برقرار نہ رہ سکا اور ۱۷۳۰ء میں لشکر کوچک کے خان ابوالخیر کی طرف سے جنگار کلموکوں کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے روسی بالادستی قبول کرنے کے عمل نے قازقوں کے مختلف لشکروں کے مابین اتحاد کو زبردست نقصان پہنچایا۔ خان ابوالخیر (دور اقتدار: ۱۷۱۸ء-۱۷۴۹ء) شاید آخری برائے نام متحدہ قازق خان تھا[۵۷]۔ اس کے دور اقتدار میں لشکر میانہ اور لشکر کوچک میں ایک حد تک خود مختار خانوں کا دور شروع ہوا۔ اس سے قبل ۱۷۲۳ء سے ۱۷۲۵ء تک لشکر بزرگ کے علاقے (سیر دریا کے طاس کے علاقے جو ترکستان شہر سے تاشقند تک پھیلے ہوئے تھے) جنگار کلموکوں کے قبضے میں چلے گئے تھے۔ چنانچہ لشکر بزرگ کے قازق قبائل اور خانوادے بخارا اور خیوا کے درمیان کے علاقوں کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور بعد میں امارت بخارا، خانیت خیوا اور خانیت خوقند کی رعایا بنے۔ لشکر بزرگ کے ان قازقوں کی نسل کے لوگ اب بھی ازبکستان، ترکمنستان اور تاجکستان کے علاقوں میں آباد ہیں۔ خان ابوالخیر کے زمانے میں قازقوں کی تقسیم کے نتیجے میں جن قازق لشکروں میں مستقل اور آزاد خانوں کا ظہور ہوا ان میں لشکر کوچک اور لشکر میانہ شامل ہیں۔ لشکر بزرگ چونکہ ایک اکائی کے طور پر اپنا آزاد وجود برقرار نہ رکھ سکا اس لیے اس میں کوئی مستقل خانیت کی تشکیل نہ ہو سکی اور یہی وجہ ہے کہ اس کی کوئی مستقل تاریخ بھی مدون نہ ہو سکی۔ اگرچہ اس سے تعلق رکھنے والے قازق قبائل تاحنوز قازقستان میں موجود ہیں۔ انیسویں صدی کے اوائل میں موجودہ قازقستان کے سمرچیا کے علاقے میں مقیم لشکر بزرگ پر سلطان سویوک (Suiuk) کی حکمرانی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں مستقل خان نہیں ہوتا تھا بلکہ دوسرے لشکروں کے ماتحت سلطان یہاں حکمرانی کرتے تھے۔

قازقوں کے تینوں لشکروں کے خانوں کے اپنے مخصوص علاقے تھے جو ان کی گرمائی اور سرمائی ہجرتوں کے خطوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ گریٹ ہرڈ (لشکر بزرگ) کا علاقہ سمرچیا اور سیر دریا اضلاع پر مشتمل تھا۔ اس خطے میں وہ موسمی حالات کے مطابق الاتاؤ پہاڑی سلسلے سے لے کر دریائے چو، تالاس اور ایلی کے طاس کے علاقوں میں ہجرت کرتے رہتے تھے۔ یہ خطہ ایک خود مختار تجارتی زون تھا جس میں سیر دریا کے علاقے کے تجارتی مراکز واقع تھے۔ لشکر میانہ کے زیر کنٹرول خطے میں وسطی قازقستان کا علاقہ شامل تھا۔ اس خطے میں وہ سردیوں کے موسم میں سیر دریا کے زیریں علاقوں میں قیام کرتے تھے جب کہ گرمیوں میں سٹیپ کے وسطی علاقے میں ساریسو، توبول اور اِشم دریاؤں کے کناروں پر واقع زرخیز علاقوں کی طرف ہجرت کر کے چلے جاتے تھے۔ لشکر کوچک جنوبی قازقستان کے علاقوں میں قیام پذیر تھا۔ لشکر کوچک کے سرمائی ہجرت کا علاقہ سیر دریا کے زیریں حصوں، دریائے یورال سے ملحق خطہ اور دریائے ارگیز اور ترگائی پہاڑوں کے درمیان واقع سبزہ زاروں پر مشتمل تھا۔ موسم گرما میں لشکر کوچک کے قبائل اپنے ریوڑوں اور مویشیوں کو لے کر دریائے یورال کے معاون دریاؤں، دریائے ٹوبول کے سرچشمے اور ارگیز کے پہاڑی علاقوں کی طرف چلے جاتے تھے[۵۸]۔

قازق قوم : نسلی وحدت یا قبائلی اتحاد ؟

اگرچہ ایلزبتھ ای. بیکن نے تمام قازق قبائل کے ہم نسل ہونے کی نشاندہی کی ہے تاہم خود ان کے اپنے بیان کے مطابق '' قازقوں کے شجرہ نسب کی تفصیلات سے متعلق انیسویں صدی کے مبصرین کی آراء میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے مورث اعلیٰ کے نام پر بھی اتفاق ناپید ہے ''۔ بیکن کے مطابق قازقوں کے مورث اعلیٰ کے تین بیٹے تھے جن کی نسل سے قازقوں کے تین لشکر یا ژوز، (لشکر بزرگ، لشکر میانہ اور لشکر کوچک) وجود میں آئے۔ لیکن بیکن خود اس نظریے کی تردید کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ : ''ایک مضبوط لیڈر کے پیروکار اکثر اپنے گروپ کو اس کے نام سے موسوم کر دیتے تھے۔ اور بتدریج اس نام کو قبائلی شجرہ نسب سے جوڑ کر اسے فرضی مورث اعلیٰ کا درجہ دے دیتے تھے ''[۵۹]۔ اولکاٹ نے بھی قازقوں کے مورث اعلیٰ کے تین فرضی بیٹوں کا ذکر کیا ہے جن کی نسل سے قازقوں کے تین لشکروں کی تشکیل ہوئی، تاہم وہ اس مفروضے کو رد کرتے ہوئے لکھتی ہیں : ''واضح طور پر لگتا ہے کہ اس طرح کی کہانیاں واحد مورث اعلیٰ سے متعلق کہاوتوں کو تقویت دینے کے لیے